سوال

(164) فاتحہ خلف الامام کے بارے میں شیخ البانی کا موقف

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(۱) ماذا موقف الشیخ الالبانی حفظہ ا حول القراءۃ خلف الامام وما کتبہ فی ہذا الموضوع فی رسالتہ النافعۃ الشہیرۃ صفۃ صلاۃ النبی ﷺ من صفحۃ ۹، الی صفحۃ ۸۲؟

(۲) جہر المؤتمین بقولہم سبحان ربی الاعلی فیما یقرأ الامام سبح اسم ربک الاعلی ہل یجوز؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

الاول : موقف الشیخ الالبانی حفظہ ا تعالی حول القراءۃ خلف الامام وما کتبہ فی ہذا الموضوع فی رسالتہ النافعۃ الشہیرۃ صفۃ صلاۃ النبی ﷺ من صفۃ ۹، الی صفحۃ ۸۲)

الثانی : جہر المؤتمین بقولہم : سبحان ربی الاعلی ۔ حینما یقرأ الإمام سبح اسم ربک الاعلی، وکذا جہرہم بأجوبۃ بعض الآیات التی سئل فیہا عن شیء ۔

(۱) إن الشیخ حفظہ ا تعالی ادعی أن القراءۃ وراء الإمام فی الجہریۃ ولو کانت قرائۃ الفاتحۃ منسوخۃ، وذالک انہ ذکر عنواناً بقولہ : نسخ القراءۃ وراء الإمام فی الجہریۃ ۔ لکنہ لم یأت بما یثبت دعواہ ہذہ کما ستری إن شاء ا تعالی ۔

(۲) ان فی قولہ : وکان قد أجاز للمؤتمین ان یقرؤوا بہا ای بالفاتحۃ وراء الامام فی الصلاۃ الجہریۃ حیث کان فی صلاۃ الفجر الخ (۹،) تقصیرا واضحا لان ہذا الحدیث نص صریح فی ان النبی ﷺ قد اوجب قراءۃ الفاتحۃ وراء الامام فی الجہریۃ ایضا، فان النبی ﷺ قد علل قولہ فی ہذا الحدیث : لا تفعلوا الا (ان یقرأ أحدکم) بفاتحۃ الکتاب ۔ بقولہ فیہ : فانہ لا صلاۃ لمن لم یقرأبہا ۔

وہذا التعلیل الجلیل من النبی الخلیل - علیہ صلوات ا الوکیل - یفید الوجوب لا الجواز ایہا الاخ النبیل اسعدنا ا سبحانہ وتعالی بالاجر الجزیل ۔

والشیخ حفظہ ا تعالی قد رجع عن ہذا التقصیر، وقال بوجوب قراءۃ الفاتحۃ علی المقتدی وراء الامام فی الجہریۃ ایضاً حیث کتب فی تلخیص صفۃ الصلاۃ : ویجب علی المقتدی ان یقرأہا وراء الامام فی السریۃ، وفی الجہریۃ ایضاً ان لم یسمع قراءۃ الامام، او سکت ہذا بعد فراغہ منہا سکتہ ۔ الی آخر ما ذکرت فی المکتوب ۔

فقد اصاب حفظہ ا تعالی فی رجوعہ عن القول بالجواز الی القول بالوجوب وعن القول بالنسخ فی الجہریۃ الی القول بالاحکام وعدم النسخ فیہا ایضا، وقد اصاب ایضا فی قولہ : وان کنا نری ان ہذا السکوت لم یثبت فی السنۃ ۔

لکنہ اخطأ اجرہ ا تعالی فی قولہ : ان لم یسمع قراء ۃ الامام : فان الحدیث الذی اشرنا الیہ من قبل ، وکتبہ الشیخ حفظہ ا تعالی اول ماکتب تحت عنوان لسخ القراء ۃ الخ فی صفۃ الصلاۃ یوجب قراء تہا علی المقتدی وان کان یسمع قراء ۃ الامام ، وکذالک غیرہ من الاحادیث ، وہذا لایخفی ۔

(۳) وماکنا نحتاج بعد ہذا الی ان نتکلم علی ماکتب الشیخ حفظہ ا تعالی بعد بقولہ : ثم نہاہم عن القراء ۃ کلہا فی الجہریۃ ، وذالک حینما انصرف من صلاۃ جہر فیہا بالقراء ۃ الخ (۸۰) لکن نرید ان تستفید ، فنقول : ان فی الاستدلال بہذہ الاحادیث علی مطلوبہ المذکور نظراً من وجوہ ۔

الاول ان لفظ : فانتہی الناس عن القراء ۃ الخ من کلام الزہری رحمہ ا تعالی ولیس من کلام ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال المحدث المبارکفوری فی شرح الترمذی رحمہما ا تعالی : قال الحافظ فی التلخیص الجبیر : وقولہ : فانتہی الناس ۔ الی آخرہ مدرج فی الخبر من کلام الزہری بینہ الخطیب ، واتفق علیہ البخاری فی التاریخ ، وابوداود ، ویعقوب بن سفیان ، والذہلی ، والخطابی ، وغیرہم ۔ انتہی ۔ (التحفۃ/۲۵۵/۱)

الثانی انا سلمنا انہ من قول ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کما ہو تحقیق الشیخ حفظہ ا تعالی لکن لیس فیہ : فانتہی الناس عن القراء ۃ کلہا مع الخ ، وانما فیہ فانتہی الناس عن القراء ۃ مع الخ ، وبین اللفظین فرق واضح ۔

وانما اریدبہ فانتہی الناس عن قراء ۃ ما بعد الفاتحۃ مع الخ والدلیل علی ہذا نہیہ

للمؤتمین عن قراء ۃ ما بعد الفاتحۃ فی الجہریۃ ، وامرہ لہم بقراء ۃ الفاتحۃ فی الجہریۃ ایضا ، فالناس انما انتہوا عما نہوا عنہ ۔ وہو القراء ۃ بعد الفاتحۃ لا عما امروا بہ وہو قراء ۃ الفاتحۃ ۔

والعام یکون مبنیًا علی الخاص الاتری ان النبی ﷺ نہی عن الصلاۃ حین تطلع الشمس ، وحین تغرب ، ومع ذالک قال ﷺ : من ادرک رکعۃ من الصبح قبل ان تطلع الشمس ۔ الحدیث ، فالنہی عام ، وحدیث : من ادرک الخ خاص فبنی العام علی الخاص ، وقد عمل الشیخ حفظہ ا تعالی علی ہذہ القاعدۃ فی مواضع کثیرۃ کما تشہد بہ کتبہ الکثیرۃ النافعۃ فکذالک ہنا ینبی الحدیث العام الذی فیہ فانتہی الناس عن القراء ۃ الخ علی الحدیث الخاص الذی فیہ لاتفعلوا الا الخ ۔

الثالث ان کلّ واحد من ائتمام المقتدی ، واستماعہ ، وانصاتہ لا ینفی ولا ینافی ان یقرأ فاتحۃ الکتاب وغیرہا وراء الامام فی نفسہ سرًا ۔ نعم ہذہ الثلاثۃ تنفی او تنافی جہرہ بہا وراء الامام ، فجہر المؤتم بہا منہی عنہ لاجل الائتمام ، والاستماع ، والانصات ، ولاجل المنازعۃ والمخالجۃ ، وہما انما تتأتیان بجہر المقتدی ۔

واما قراء ۃ ما عدا الفاتحۃ وراء الامام فی الجہریۃ فمنہی عنہا لقولہ ﷺ : لاتفعلوا الا الخ ۔

فالذی تقضی بہ الادلۃ ہو وجوب قراء ۃ الفاتحۃ سرًا علی المقتدی سواء اقرأہا قبل قرأۃ الامام بہا ، ام معہا ، ام بعدہا ، ام اثناء وقفاتہ بین آیہا لان النبی ﷺ قال للمؤتمین : لاتفعلوا الا (ان یقرأ احدکم) بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلاۃ لمن لم یقرأ بہا ۔

ومما یدل علی ان الانصات والاستماع لاینافیان القرأۃ سراً ، ولا ینفیانہا ان النبی ﷺ کان یقرأ القرآن فی خطبۃ الجمعۃ : کما فی صحیح مسلم وغیرہ ، وقد امر النبی ﷺ سلیکاً رضی اللہ عنہ ان یرکع رکعتین اثناء خطبتہ ، ثم قال : اذا جاء احدکم والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیہما ۔ اخرجہ مسلم ۔

فہذا الذی یرکع رکعتین یقرأ فیہما سرا ، ویستمع للامام وینصت لقراء تہ فی الخطبۃ ، فلا منافاۃ بین القرأۃ السریۃ ، وبین الانصات ، والاستماع ، وانما المنافاۃ بین الجہر بالقرأۃ وغیرہا ، وبین الانصات والاستماع ، ونحن لانجیز الجہر وراء الامام ، فقد عملنا بما یوجب قرأۃ الفاتحۃ وراء الامام ، وبما یوجب الائتمام ، والاستماع ، والانصات ، وبما ینہی عن المنازعۃ والمخالجۃ مع الامام ۔

فان قیل : ان ہاتین الرکعتین مستثنیتان من عموم حکم الاستماع والانصات لاجل قول رسول ا ﷺ : اذا جاء احدکم والامام یخطب فلیرکع رکعتین ۔ الحدیث

قلنا : ان قراء ۃ المقتدی للفاتحۃ وراء الامام سرا فی الجہریۃ ایضا مستثناۃ من عموم حکم الاستماع والانصات لاجل قول رسول ا ﷺ : لاتفعلوا الا (ان یقرأ احدکم) بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلاۃ

لمن لم یقرأبہا۔

وانما قلنا ہذا مشیاً علی طریق الشیخ حفظہ ا تعالی ومن وافقہ من اہل العلم ، والا فلا استثناء فی مسالۃ الرکعتین اثناء الخطبۃ ، ولا فی مسالۃ قراءۃ المقتدی للفاتحۃ وراء الامام لان الاستثناء یترتب علی المنافاۃ ، وقد عرفت ان لا منافاۃ بین الاسرار بالقراءۃ وغیرہا وبین الاستماع والانصات ۔

الرابع ان اکثر اہل العلم بالحدیث قد ذہبوا الی ان حدیث : من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ ۔ لیس بصحیح ، ولا حسن ۔ انظر التفصیل فی موضعہ ۔ فلا تقوم بہ الحجۃ ۔

سلمنا علی سبیل التنزل ان الحدیث حسن کما ذہب الیہ الشیخ حفظہ ا تعالی ومن وافقہ لکن نقول : ان العام یبنی علی الخاص ، فیکون المقصود بالقراءۃ فی الحدیث قراۃ ما بعد الفاتحۃ بدلیل قولہ ﷺ : لا تفعلوا الا (ان یقرأ احدکم) بفاتحۃ الکتاب الخ ، وقولہ : لا صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب ۔ وغیر ذالک من الاحادیث التی توجب قراۃ الفاتحۃ ، فتکون قراۃ الفاتحۃ واجبۃ علی المقتدی فی الجہریۃ ایضا ، وتکون قراۃ ما بعد الفاتحۃ منہیا عنہا فی الجہریۃ فقط ۔

وہذا الفرق بین قراۃ الفاتحۃ ، وبین قراۃ ما بعدہا لاجل ان قراتہا رکن من ارکان الصلاۃ ، وانہ لا صلاۃ لمن لم یقرأبہا ۔

الخامس ان الشیخ حفظہ ا تعالی ومن وافقہ لم یأتوا بما یثبت ان احادیث : فانتہی الناس عن القراۃ الخ ، و : واذا قرأ فانصتوا ۔ و : من کان لہ امام الخ کلہا او بعضہا متاخرۃ عن الاحادیث التی توجب قراۃ الفاتحۃ علی المقتدی فلا یسع لہم ادعاء النسخ ۔

فالحاصل ان النبی ﷺ انما انکر التشویش علی الامام ، والمنازعۃ والمخالجۃ معہ ، وہذہ انما تتصور بان یجہر المقتدی وراء الامام ، ولم ینکر ﷺ قراۃ المقتدی وراء الامام بالفاتحۃ سرًا ، بل قد اوجبہا علیہ وراء الامام ایضا بقولہ : لا تفعلوا الا (ان یقرأ احدکم) بفاتحۃ الکتاب الخ ، وبقولہ : لا صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب ۔ وغیر ذالک من احادیث الباب ، ولم ینسخہا قط ، وا اعلم

الجواب عن السؤال الثانی

انک قد علمت ان المؤتم مأمور بالاستماع والانصات حینما یقرأ الامام ومنہی عن التشویش علی الامام ، والمنازعۃ والمخالجۃ معہ ، فلا یجوز لہ الجہر باجوبۃ الآیات ایضا وراء الامام ، وا اعلم ابن عبد الحق بقلمہ سرفراز کالونی ۔

کوجرانوالہ ۔ باکستان ۱۴۱۰/۷/۲۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عبد المنان نورپوری بطرف برادر محترم شاہد خانپوری (حفظہما اللہ تعالیٰ)

آپ کا خط موصول ہو چکا ہے ، اس میں آپ نے دو چیزیں پوچھی ہیں :

(۱) ''قراءۃ خلف الامام'' کے بارے میں شیخ البانی حفظہ ا کا موقف اور اس موضوع پر ان کی مشہور کتاب صفۃ صلاۃ النبی ﷺ ص ۷۹۔ ۸۲ میں لکھی ہوئی ان کی تحریر۔

(۲) امام جب ''سبح اسم ربک الاعلی'' کہتا ہے تو مقتدیوں کا بلند آواز سے ''سبحان ربی الاعلی'' کہنا ، اسی طرح بعض دوسری آیات جن میں کسی چیز کا سوال ہے ، مقتدیوں کا ان آیات کا بلند آواز سے جواب دینا ۔

پہلے سوال کا جواب :

(۱) شیخ البانی حفظہ اللہ تعالیٰ نے دعویٰ کیا ہے کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت۔ خواہ فاتحہ کی قرات ہو۔ منسوخ ہوچکی ہے، ان کا یہ دعویٰ ان کے ذکر کردہ اس عنوان ''نسخ القراءۃ وراء الامام فی الجہریۃ'' سے ظاہر ہے۔ لیکن جس طرح آپ ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے کہ انہوں نے کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کی جو ان کے دعویٰ کو ثابت کرسکے۔

(۲) ص ۹، پر البانی صاحب لکھتے ہیں کہ : ''نبی ﷺ جب فجر کی نماز میں تھے تو آپ نے مقتدیوں کو جہری نماز میں فاتحہ پڑھنے کی اجازت دے دی تھی''۔

شیخ البانی کا یہ قول واضح طور پر ان کے موقف کو کمزور کرتا ہے، کیونکہ یہ حدیث «لا تفعلوا الا (ان یقرأ احدکم) بفاتحۃ الکتاب» نص صریح ہے کہ نبی ﷺ نے امام کے پیچھے جہری نماز میں فاتحہ پڑھنے کو واجب اور فرض ٹھہرایا ہے۔ اور وجوب کی علت یہ بیان فرمائی کہ «فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأبھا» جو اسے نہیں پڑھے گا اس کی کسی قسم کی نماز نہیں ہوگی۔ ابوداود۔ الصلاۃ۔ باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ۔ ترمذی۔ الصلاۃ۔ باب فی القراءۃ خلف الامام

تو برادرم! نبی ﷺ نے فاتحہ پڑھنے کی جو علت بیان فرمادی ہے (کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی) فاتحہ کے جواز کا نہیں بلکہ وجوب کا فائدہ دیتی ہے۔

شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کوتاہی سے رجوع بھی فرمالیا ہے اور جہری نماز میں مقتدی پر امام کے پیچھے قراۃ الفاتحہ کے وجوب کے قائل ہوگئے ہیں چنانچہ اسی کتاب ''صفۃ صلاۃ النبی ﷺ'' کی جب انہوں نے تلخیص کی تو اس میں لکھا : ''سری نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدی پر فاتحہ پڑھنا واجب ہے، جہری نمازوں میں بھی اگر امام کی قرات سنائی نہ دے، یا فاتحہ پڑھ کر امام کچھ دیر کےلیے سکتہ کرے تو مقتدی پر فاتحہ پڑھنا واجب ہے''۔

شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ نے فاتحہ کے ''جواز'' سے ''وجوب'' کی طرف اور جہری میں ''منسوخ'' سے ''محکم'' ''عدم نسخ'' کی طرف جو رجوع کرلیا ہے یہی درست ہے، ان کی یہ بات بھی درست ہے۔

''اگرچہ ہمارے خیال میں امام کا یہ سکتہ کرنا (فاتحہ پڑھ کر مقتدیوں کو فاتحہ پڑھنے کےلیے وقت دینا سنت سے ثابت نہیں) لیکن شیخ (اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے) کی یہ بات درست نہیں کہ : ''اگر امام کی قرات نہ سنے تو پھر مقتدی فاتحہ پڑھ سکتا ہے''۔

کیونکہ جس حدیث کی طرف ہم پہلے اشارہ کرآئے ہیں اور شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ بھی شروع میں ''نسخ القراۃ'' کے عنوان کے تحت درج کرچکے ہیں، یہ حدیث مقتدی پر فاتحہ کی قرات کو واجب کرتی ہے خواہ وہ امام کی قرات سن رہا ہو، اسی طرح دوسری احادیث سے بھی یہ چیز ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ مخفی نہیں بلکہ واضح ہے۔

(۳) اس کے بعد ہم مزید ضرورت تو نہیں سمجھتے کہ شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ کی بات ''پھر ایک جہری نماز سے نبی ﷺ فارغ ہوئے تو صحابہ کو جہری نماز میں ہر قسم کی قرات سے منع کردیا''۔ پر کلام کریں لیکن آپ کے استفادہ کےلیے کہتے ہیں کہ : شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ نے ان احادیث سے جو مطلب لیا ہے وہ کئی اعتبار سے قابل نظر ہے :

(۱) روایت کے الفاظ ''فانتھی الناس عن القراۃ الخ'' زہری رحمہ اللہ کی کلام ہے نہ کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی۔

محدث مبارکپوری ترمذی (رحمہما اللہ تعالیٰ) کی شرح میں فرماتے ہیں :

''حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر میں کہا ہے کہ یہ الفاظ : فانتھی الناس الخ روایت میں زہری کی کلام سے درج ہیں اور یہ بات خطیب نے بیان کی ہے، تاریخ میں بخاری نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے اور ابوداود، یعقوب بن سفیان، ذہلی اور خطابی وغیرہ بھی اسی بات پر متفق ہیں۔ (انتھی التحفۃ / ۱/ ۲۵۵)

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ ہم شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق مان لیتے ہیں کہ یہ ابوہریرہ کا ہی قول ہے۔ لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ ''لوگ ہر قسم کی قرات سے رک گئے'' بلکہ

الفاظ یہ ہیں کہ ''لوگ قرات سے رک گئے'' اور دونوں لفظوں میں واضح فرق ہے۔

مطلب یہ ہوگا کہ لوگ مابعد الفاتحہ کی قرات سے رک گئے، دلیل اس کی یہ ہے کہ نبی ﷺ نے مقتدیوں کو جہری نمازوں میں ما بعد الفاتحہ کی قرات سے منع کیا ہے اور فاتحہ کی قرات کا جہری نمازوں میں بھی حکم دیا ہے۔ تو لوگ اس سے رکے جس سے انہیں روکا گیا تھا۔ اور وہ تھا فاتحہ کے بعد قرات کرنا، نہ کہ فاتحہ پڑھنے سے باز آگئے تھے جس کے پڑھنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا! اور عام کی بنا خاص پر ہوتی ہے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی ﷺ نے سورج کے طلوع و غروب کے وقت نماز سے منع فرمایا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت پالی۔ (الحدیث)

تو نہی عام ہے اور حدیث ''من ادرک رکعۃ'' الخ خاص ہے، لہذا عام کی بنیاد خاص پر رکھی گئی۔

شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس قاعدہ کو بہت ساری جگہوں میں اختیار کیا ہے جیسا کہ ان کی کئی قیمتی اور مفید کتب اس پر شاہد ہیں۔ لہذا یہاں بھی عام حدیث ''فانتھی الناس عن القراۃ'' الخ کی بنیاد خاص حدیث ''لا تفعلوا الا'' الخ پر ہوگی۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ مقتدی کی اقتداء (پیروی)، استماع (غور سے سننا) اور انصات (خاموش رہنا) ان میں سے کوئی چیز بھی امام کے پیچھے دل میں سری طور پر فاتحہ وغیرہ کے مانع اور مخالف نہیں، ہاں! یہ تینوں چیزیں (اقتدائ، استماع، انصات) امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ کو جہراً پڑھنے کی مانع اور مخالف ہیں۔ تو مقتدی کا فاتحہ وغیرہ کو جہراً پڑھنا اقتداء، استماع، اور انصات کی وجہ سے منع ہے اور اس لیے بھی کہ جہراً پڑھنے سے امام کے ساتھ منازعہ (چھینا جھپٹی) والی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

رہا جہری نمازوں میں فاتحہ کے علاوہ امام کے پیچھے کچھ پڑھنا، تو یہ نبی ﷺ کی اس حدیث سے منع ہے۔ «لا تفعلوا الا» الخ کہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو۔

تو دلائل کا تقاضا یہی ہے کہ مقتدی پر فاتحہ سری طور پڑھنا واجب ہے خواہ وہ اسے امام سے پہلے پڑھ لے، اس کے ساتھ پڑھ لے، بعد میں پڑھ لے یا امام جب اس کی آیات کے درمیان وقفہ کرتا ہے اس وقت پڑھ لے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: نہ پڑھو الاّ (یہ کہ تم میں سے کوئی پڑھے) فاتحہ الکتاب، کیونکہ جو اس کو نہیں پڑھتا اس کی کوئی نماز نہیں۔

اس بات کی دلیل کہ انصات اور استماع سری قرات کے منافی اور مانع نہیں یہ ہے کہ نبی ﷺ جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ خطبہ جمعہ میں قرآن مجید کی قرات کرتے تھے، اور آپ ﷺ نے سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو اپنے خطبے کے دوران دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا، پھر عام حکم بھی ارشاد فرمایا کہ: ''جب تم میں سے کوئی آدمی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو ہلکی دو رکعتیں پڑھے''۔

تو یہ جو دو رکعتیں پڑھے گا ان میں سری طور پر قرات بھی کرے گا، خطبہ بھی سنے گا اور خطبہ میں جو آیات پڑھی جا رہی ہیں ان کے لیے خاموشی بھی اختیار کرے گا۔

معلوم ہوا کہ سری قرات کرنا انصات و استماع کے منافی نہیں منافات قرات وغیرہ کو جہراً کرنے اور انصات و استماع کے درمیان ہے۔ جبکہ ہم امام کے پیچھے جہر کو جائز نہیں سمجھتے۔

ہمیں دلیل سے معلوم ہو چکا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا واجب ہے، مقتدی کے لیے استماع اور انصات لازم ہے اور امام کے ساتھ منازعہ (بلند آواز سے پڑھ کر امام کی قرات میں خلل پیدا کرنا) منع ہے۔

اگر کہا جائے کہ دوران خطبہ کی یہ دو رکعتیں استماع و انصات کے عمومی حکم سے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں کہ «اذا جاء احدکم والامام یخطب فلیرکع رکعتین» (الحدیث) (مسلم۔ الجمعۃ۔ باب التحیۃ والامام یخطب)

(جب تم میں سے کوئی امام کے خطبہ کے دوران آئے تو دو رکعت پڑھے)

ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ استماع وانصات کے عمومی حکم سے امام کے پیچھے جہری نمازوں میں سری قرات کرنا رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے مستثنیٰ ہے کہ «لا تفعلوا الا (ان یقرأ احدکم) بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بہا»

(نہ پڑھو مگر یہ کہ تم میں سے کوئی فاتحہ الکتاب پڑھے، بلاشبہ اس آدمی کی کوئی نماز نہیں جو اسے نہ پڑھے)

یہ بات ہم نے شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ اوران کے موافق علماء کے طریقے پر چلتے ہوئے کی ہے، ورنہ دوران خطبہ دو رکعتوں کے مسئلہ میں کوئی استثناء نہیں، نہ ہی امام کے پیچھے مقتدی کے فاتحہ پڑھنے میں استثناء ہے کیونکہ استثناء تو وہی ہوتی ہے جہاں دو چیزیں آپس میں مخالف آ رہی ہوں، اور یہ تو آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ سری قرات وغیرہ استماع وانصات کے منافی نہیں۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک روایت ''من کان لہ امام فقراء ۃ الامام لہ قراءۃ'' (جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قراءت اس (مقتدی) کی قراءت ہے) صحیح چھوڑ کر حسن درجے کی بھی نہیں (تفصیل اس کے مقام پر دیکھئے) لہٰذا یہ دلیل نہیں بن سکتی۔

تھوڑی دیر کے لیے ہم شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ اوران کے موافق علماء کے مطابق مان لیتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ عام کی بنیاد خاص پر ہوتی ہے، لہٰذا حدیث میں قراءت سے مراد ''فاتحہ سے بعد کی قراءت'' ہوگی اس کی دلیل نبی ﷺ کی حدیث «لا تفعلوا الا (ان یقرا احدکم) بفاتحۃ الکتاب الخ» اور «لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب»

اوراس کے علاوہ وہ احادیث ہیں جو فاتحہ کی قراءت کو واجب ٹھہراتی ہیں، تو مقتدی پر جہری نمازوں میں بھی فاتحہ پڑھنا واجب ہوگا اور فاتحہ کے بعد والی قراءت صرف جہری نمازوں میں منع ہوگی۔

(۵) پانچویں بات یہ ہے کہ شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ اوران کے موافق علماء کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کرسکے جس سے ثابت ہو

کہ (i) ''فانتہی الناس عن القراۃ الخ'' (ii) ''واذا قراء فانصتوا'' (iii) ''من کان لہ امام فقراء ۃ الخ''

یہ ساری یا ان میں سے بعض احادیث ان احادیث سے متاخر ہیں جو فاتحہ کی قرات کو مقتدی پر واجب کرتی ہیں۔ تو جب ایسا ثابت نہیں کرسکے تو نسخ کا دعویٰ کرنا انہیں جائز نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی ﷺ نے جو امام پر تشویش اور منازعہ کا انکار کیا کہ (مالی انازع القرآن) تو امام کو تشویش اس وقت ہوتی ہے جب مقتدی امام کے پیچھے جہراً قراءت کرے اور مقتدی کا امام کے پیچھے سری فاتحہ پڑھنے سے آپ ﷺ نے انکار نہیں کیا بلکہ اسے امام کے پیچھے پڑھنا بھی حدیث «لا تفعلوا الا (ان یقرأ احدکم) بفاتحۃ الکتاب الخ» وغیرہ سے واجب ٹھہرایا، اور آپ ﷺ نے کبھی بھی اسے منسوخ نہیں کیا۔ واللہ اعلم

دوسرے سوال کا جواب:

یہ تو آپ معلوم کرچکے ہیں کہ مقتدی پر امام کی قراءت کے دوران استماع وانصات لازم ہے اور امام پر تشویش، ونزاع ڈالنا منع ہے، لہٰذا مقتدی کے لیے امام کے پیچھے آیات کا بلند آواز سے جواب دینا بھی جائز نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

احکام و مسائل

نماز کا بیان ج1ص144

محدث فتویٰ